مدیر مسئول: غلام رسول گوہر

نگران
اعلیٰ حضرت مولانا الحاج جو برقت
پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ

مقامِ اشاعت دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

بامداد روحانی حضرت مولانا پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسرپرستی حضرت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

بالطاف کریمانہ حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

جلد ۲۱ بابت فروری ۔ مارچ ۱۹۷۸ء شمارہ ۲-۳

ترتیب

ایڈیٹر و پبلشر مولانا غلام رسول گوہر

مطبع: لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور

مقام اشاعت کوٹ عثمان خاں قصور

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معز الدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

نعت

حافظ مظہر الدین

کہیں وصفِ رُخ و گیسو، کہیں ہے تذکرہ قد کا
مرا دیوان اک گلدستہ ہے نعتِ محمدؐ کا

بیاں کیا ہو خدائے پاک کے اس لطفِ بیحد کا
بنایا جس نے مجھ کو نعت گو شاعر محمد کا

فزوں ہے عرش سے بھی مرتبہ جس بامِ زبرجد کا
ہے جس کے سامنے دن رات عالم سبز گنبد کا

اگر دلگیر ہے تو پڑھ وظیفہ نامِ احمدؐ کا
اگر ناشاد ہے تو نامِ نامی لے محمد کا

نہیں ہوں میں نیا کوئی ثنا گستر محمدؐ کا
کہ ذکرِ شاہِ دیں معمول تھا میرے اب و جد کا

نظر آتا کسی کو سایہ کیا تیرے حسیں قد کا
حسیں پیکر ترا تھا آئینہ نورِ مجرد کا

تصور بھی سرور افزائے دل ہے سنگِ اسود کا
کہ اس پر ثبت ہے بوسہ لبِ لعلینِ احمدؐ کا

عجب کیا گر ہوں موردِ خدا کے لطفِ بیحد کا
ثنا خواں ہوں رسولِ ہاشمی کے خال اور خد کا

گنہ گارانِ اُمّت کو ہے کیوں احساسِ محرومی؟
بٹے گا حشر کے میدان میں صدقہ محمّد کا

نہ ہوگی تا قیامت ختم میری رُوح کی مستی
کیا ہے طوف میں نے سیّدِ ذیشان کے مرقد کا

تمنا تھی خلیل اللہ کے دل میں ان کی بعثت کی
مبشّر تھا مسیح ابنِ مریم اُن کی آمد کا

بُرا ہوں یا بھلا لیکن غلام شاہؐ بطحی ہوں
مرا آقاؐ، مرا مولا ہے والی نیک اور بد کا

چلے تو تھام لی جبرئیلؑ نے بڑھ کر رکاب اُنکی
شبِ اسریٰ یہ خوب انداز تھا شہؐ کی خوشامد کا

سُنا تھا نام تیرا میں نے اپنی پاک مادر سے
ابھی تک کچھ پتہ مجھ کو نہ تھا اوراقِ ابجد کا

ہو ان کی یاد دل میں قبر میں جب مجھ کو نیند آئے
کھلے جب آنکھ ہو پیشِ نظر چہرہ محمدؐ کا

میں غمگیں ہوں صبا کوئے نبیؐ میں وجد کرتی ہے
عیاں ہے اہلِ دل پر فرق آزاد و مقیّد کا

٭

تحریر مدیر مسئول مولانا غلام رسول گوہر

یوم عید میلاد

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت، آپ کی اُمت کیلئے مبارک، بہت سی سعادتوں، نیکیوں اور بھلائیوں سے بھرپور دن ہے، خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جنکو اپنی عمر میں ہر سال یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ آپ کے یوم ولادت میں مسرت کا اظہار کرنا اور اس دن جشن منانا اگر جائز اور مباح طریقے سے ہو، غیر مشروع طریقے سے نہ ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی بھی مسلمان کو اختلاف ہو۔ جب کہ ایام نعمت کی یاد تازہ کرنے کا حکم قرآن میں بھی موجود ہے۔

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم الایۃ (پ سورۃ بقرہ)

اے قوم بنی اسرائیل جو نعمت میں نے تم کو دی ہے، اس کو یاد کرو۔

حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا

ما ھذا الیوم الذی تصومونہ : فقالوا ھذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکراً فنحن نصومہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنحن احق واولی بموسیٰ منکم فصامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامر بصیامہ (مشکوٰۃ شریف)

یہ دن جس میں تم روزہ رکھتے ہو کیا دن ہے انھوں نے کہا یہ دن عظیم دن ہے۔ اس میں اللہ نے موسیٰ کو اور اس کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اسکی قوم کو غرق کیا۔ پس موسیٰ نے اس دن شکر کا روزہ رکھا۔ پس ہم بھی اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تم سے موسیٰ کے زیادہ حق دار ہیں اور اس کی طرف زیادہ قریب ہیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا اور اپنے اصحاب کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جسدن اللہ نے کوئی نعمت دی ہو، اس دن کو جب وہ آئے، بھلانا نہیں چاہیے۔ بلکہ اس میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا والوں کے لئے اللہ کی نعمتوں سے ایک عظیم نعمت ہیں۔ وہ دن جس میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اہل جہان پر اس نعمت کے ساتھ احسان عظیم فرمایا۔ وہ دن بھی عظیم دن ہے۔

اسی لئے سال میں جب وہ دن آتا ہے۔ تو ہر ملک اور ہر شہر میں اہل اسلام اس دن کو مناتے اور اظہار فرحت و مسرت کرتے ہیں۔ گویا کہ آپ کا یوم ولادت بھی مسلمانوں کیلئے عید اور خوشی کا دن ہے۔

ایسے ہی ہر سال ذی الحج کے مہینہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا دن بڑی دھوم دھام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا

یارسول اللہ ما ھذہ الاضاحی قال سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

یارسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔

ذی الحج کی دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے اپنے بیٹے اسمٰعیل کی قربانی پیش کی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ قربانی فدیہ میں جنت سے ایک دنبہ بھیجکر بغیر ذبح کے قبول فرمائی۔

اب مسلمان ہر سال یہ دن مناتے ہیں۔ اور جانوروں کی قربانیاں پیش کرکے ابراہیم علیہ السلام کے عمل کی حکایت کرتے ہیں۔ اور اس خوشی میں کہ اسمٰعیل علیہ السلام ذبح ہوتے ان کی بجائے اللہ نے دنبہ بھیجدیا، دو رکعت نماز عید کی نیت سے پڑھتے ہیں۔ باہر کھلے میدان میں مسلمانِ شہر کا عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ یا آجکل اپنے محلے کی بڑی مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ بلند آواز سے تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ صاف اور اجلا لباس پہنتے ہیں۔ غسل کرتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں۔ بزرگوں کی زیارت کرتے ہیں۔ دوستوں سے بغل گیر ہوتے ہیں۔ مصافحہ کرتے ہیں بزرگوں کی زیارت کرتے ہیں۔ صدقہ خیرات کرتے ہیں علماء نماز عید کے بعد خطبہ سناتے ہیں۔ اور وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔

جب یہ سب کچھ بہت نیک ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دن منانا اور خوشی کا اظہار کرنا اور آپ کی ولادت کے تذکرہ کے لئے مسلمانوں کا اجتماع ہونا اور علماء کا وعظ کرنا اور آپ کی شان میں نعتوں کا پڑھنا منع یا بدعت ہو۔

دیکھئے اور سوچیئے ذکر ولادت کے جواز پر اس سے بھی استشہاد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں، حضرت آدم علیہ السلام کا اور ان کے مابعد کئی پیغمبروں کا مثلاً ابراہیم اور موسےٰ اور عیسےٰ اور یعقوب و اسحٰق اور یحیٰی و زکریا اور پیغمبروں کے علاوہ حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت اور ان کی تربیت وکرامت کا بھی ذکر کیا ہے۔ اگر ذکر ولادت قبیح ہوتا تو اللہ تعالےٰ اپنی کتابوں میں ان کی ولادت کا ذکر کیوں کرتا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو محدثین اور سیرت نگار علماء کرام اور عمائدین دین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا ذکر کیوں کرتے۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ولادت کا ذکر خود فرمایا اور آپ کے اصحاب نے سنا اور اس کو روایت کیا ہے۔ جیسا کہ آگے معلوم ہوگا۔

مواہب لدنیہ میں ہے۔

اہل اسلام ہمیشہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے ہیں اور دوستوں اور عام مسلمانوں کو کھانا کھلانے کیلئے کھانا پکاتے ہیں اور آپ کے ولادت کے دن میں یا رات میں فقراء وغیرہ پر صدقہ کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد شریف پڑھتے ہیں۔ اور سننے والے شوق سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ ان پر برکتیں

نازل ہوتی ہیں اور ہر فضل عمیم سے وہ بہرہ ور ہوتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص محفل میلاد میں حاضر ہوگا وہ تمام سال امان میں ہوگا یعنے اس کو آفت و بلیات سے شر نہیں پہنچے گا۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر ولادت کے لئے ایک مجلس کا انعقاد کیا اور اس کو روشنی سے خوب سجایا اور مسلمان بھائیوں کو کھلانے کیلئے پر تکلف کھانا تیار کیا۔ اور عمدہ اور نیا لباس پہنا اور خوشبودار انگیٹھیاں سلگائیں یا حاضرین محفل کو عطر لگایا۔ یہ سب کچھ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد کے تعظیم کیلئے کیا۔ قیامت کے دن اس کا حشر صدیقوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔

بعض بزرگوں سے ایک حکایت منقول ہے کہ:

ایک بادشاہ بڑا سنگدل اور ظالم تھا۔ لیکن اسکو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مولد شریف سننے کا بہت اشتیاق تھا۔ اس کا ایک چچا زاد بھائی تھا جو اس کا سخت دشمن اور مخالف تھا۔ اور وہ اس کوشش میں رہتا تھا کہ حکومت اس سے چھین لے اور اسکو ہلاک کر دے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ بادشاہ اپنے مکان میں تنہا سویا ہوا تھا۔ اس کے پاس اسوقت کوئی ہتھیار بھی نہیں تھا۔ جس سے وہ اپنے دشمن کی مدافعت کرے۔ اچانک اس کو قتل کرنے کیلئے اس کا چچا زاد بھائی اس کے مکان میں گھس آیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر تھا۔ اس نے بادشاہ کو للکار کر کہا، اے خبیث بتا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ بادشاہ کی زبان پر بے تکلف یہ بات آئی کہ مجھ کو تیرے ہاتھ سے میرے نبی کا میلاد بچائے گا۔ ابھی یہ بات اس کی پوری ہوئی ہی تھی کہ دیوار سے ایک تیر زہر آلود نکلا جو اس کے چچا زاد بھائی کے دل میں لگا۔ اور وہ ہلاک ہو کر زمین پر گر گیا۔ غیب سے آواز آئی تونے ہمارے حبیب کے مولد کی عزت کی ہم نے تجھ کو نجات دی۔ اگر تو اس کو زیادہ کرے گا تو ہم بھی اپنی مہربانی تجھ پر زیادہ کرینگے۔ بادشاہ نے ظلم سے توبہ کی اور وہ ہر سال یوم میلاد میں اپنے کل مال کا تیسرا حصہ خرچ کرنے لگا۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوسائل شرح شمائل میں لکھا ہے جس گھر میں یا محل میں یا مسجد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مولد شریف پڑھا گیا۔ اس گھر یا محل یا مسجد میں رہنے والوں کو ملائکہ اپنے اندر گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان پر رحمت کو عام کرتا ہے اور جو شخص مولد کے پڑھنے کا سبب بنا یعنے اس نے مولد شریف کی محفل کا انعقاد کیا۔ اس پر بزرگ ملائکہ مثل جبرائیل اور اسرائیل اور میکائیل اور عزرائیل اور صافون اور مافون اور کروبیون کے کے درود شریف پڑھتے ہیں یعنے اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا مانگتے ہیں

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مولد خیر خلق اللہ میں لکھا ہے۔ جس گھر میں مولد شریف پڑھا جائے۔ اس کی برکت سے اللہ اس گھر سے رزق کی تنگی اور بلا اور غم اور تمام آفات کو اٹھا لیتا ہے۔ اس گھر میں چور داخل نہیں ہو سکتا۔ اور گھر میں بسنے والوں کو ہر شر اور پریشانی سے محفوظ رکھے گا۔ اور محفل میلاد کرانے والا مرجائے تو اس پر نکیرین کا جواب آسان کر دے گا۔ اور قیامت کے دن مقعد صدق میں

اس کا مقام ہو گیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جس نے مکان کو خالی کیا اور اس میں فرش بچھایا اور لوگوں کو وہاں میلاد کے لئے بلایا اور کھانا پکایا اور میلاد شریف پڑھایا اور حاضرین کو کھانا کھلایا تو قیامت کے دن وہ صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے محفل میلاد میں حاضر ہونے کا قصد کیا، اس نے جنت کے باغوں سے ایک باغ کا قصد کیا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس نمک یا گیہوں یا کسی بھی چیز پر میلاد شریف پڑھا گیا۔ اس میں برکت پیدا ہوتی ہے اور ان چیزوں سے کوئی چیز جس چیز میں شامل ہوگی۔ اس میں بھی برکت پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ چیز جس پر مولود شریف پڑھا گیا۔ جس نے کھائی وہ چیز پیٹ میں مضطرب یا متحرک ہوتی ہے یہاں تک کہ کھانے والے کی مغفرت ہو جائے اور جس پانی پر مولود شریف پڑھا گیا وہ پانی جس نے پیا اس کے پیٹ میں ہزار نور اور ہزار رحمت داخل ہوتی ہے۔ اور ہزار ظلمت اور ہزار بیماری نکل جاتی ہے۔

امام ابو شامہ اور ان کے سوا اور بزرگوں نے فرمایا ہمارے زمانہ میں ہر سال جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یومِ ولادت پر محفل منعقد کی جاتی ہے اور اس میں صدقہ خیرات کیا جاتا ہے اور پر تکلف کھانا پکا کر حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولادت و رضاعت اور آپ کے دیگر فضائل و کمالات بیان کئے جاتے ہیں اور سرور و ابتہاج کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بہت مبارک اور اچھا ہے۔ اس سے آنحضرت سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔

بقیہ انوارِ امیرِ ملت

اس کو میں نے سمجھا میرے دل نے مانا کہ آپ نے حق فرمایا ہے۔ پھر میں نے حضرت قبلہ عالم کا مرید ہونے کا پکا ارادہ کیا۔ میں نے یہ خیال اپنے تمام دوستوں پہ جو میرے ہمنوا تھے ظاہر کیا۔ وہ بھی اس بات میں میرے ہم خیال ہو گئے۔ پھر میں اپنے والد صاحب کے گھر میں گیا، کہ میں شاہ صاحب کا مرید ہونے کی ان سے اجازت طلب کروں۔ اسوقت میرے والد صاحب برآمدے میں تشریف رکھتے تھے اور کہیں باہر جانے کی تیاری میں تھے۔ میں نے سلام کیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ میرے والد صاحب ذرا خاموش رہے پھر فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا ہے جنکا حلیہ اور شکل و صورت اور لباس اس قسم کا ہے اور فرماتے ہیں کیوں نہیں آتے ہو۔ کب تک نہیں آؤ گے سنا ہے پنجاب سے کوئی بزرگ یہاں تشریف لائے ہیں ہو سکتا ہے وہ بزرگ جو میں نے خواب میں دیکھے ہیں یہی ہوں۔ چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم دونوں بنی خانہ خیر المبین میں جہاں حضرت قبلہ عالم تشریف فرما تھے گئے۔ آپ کے پاس اسوقت زائرین کا بے پناہ ہجوم تھا۔ جونہی والد صاحب نے آپکو دیکھا تو بے ساختہ فرمایا یہ وہی بزرگ ہیں جنکو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ ہم دونوں باپ بیٹا شب کے پچھلے پہر میں حضور کے مرید ہو گئے۔ اور ہمارے ساتھ اس شب میرے پچاس ساتھی بھی داخل سلسلہ ہو گئے۔

جناب مرزا ذوالفقار علی بیگ ۔ حیدر آباد دکن ۔

انوارِ امیر ملت

قسط ۲

بلدۂ حیدر آباد دکن کے مشہور و معروف عالم متبحر محدث و فقیہ زبدۃ العارفین حضرت خیر المبین شاہ صاحب صدیقی قادری علیہ الرحمۃ کا وصال بتاریخ ۲۳ صفر ۱۳۴۱ھ ہوا ۔ حضرت خیر المبین شاہ صاحب نے حضور قبلۂ عالم سے فرمایا تھا کہ آپ میرے جنازہ کی نماز پڑھائیں ۔ حضور قبلۂ عالم حیدر آباد سے بنگلور تشریف لے گئے تھے اور پھر آپ حضرت شاہ صاحب کے انتقال کی خبر سنکر واپس حیدر آباد تشریف لائے ۔ حضرت شاہ صاحب مرحوم نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے جنازہ کے ساتھ قوالی ہو ۔

جب حضرت قبلۂ عالم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ۔ اس ارشاد کی خبر اعلیٰحضرت میر عثمان علی خاں نظام سابع کو پہنچائی گئی تو انھوں نے کہا ' اچھی بات قوالی نہ کی جائے ۔ حضور قبلۂ عالم نے میت کو بنی خانہ پتھر گلی سے تا قبرستان (موسوم خطۂ صالحین محلہ نامپلی) تین میل متعدد بار کاندھا دیا ۔ دواخانہ عثمانیہ اور نئے پل سے متصل افضل گنج کی قدیم بڑی مسجد میں نماز جنازہ پڑھائی گئی ۔

حاضرین سے معزز حضرات نے حضور قبلۂ عالم سے جب نماز جنازہ پڑھانے کی استدعا کی ۔ تو آپ نے فرمایا میں اس شرط پر نماز پڑھاؤں گا کہ سب لوگ اپنا حق جو انھوں نے شاہ صاحب سے لینا ہے معاف کر دیں ۔ آپ کے ارشاد سے سب نے بلند آواز کہا ہم نے معاف کیا ۔

اس جنازہ میں اس قدر مجمع تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر جنازہ کے ساتھ ہے (اس زمانہ میں بلدۂ حیدر آباد کی آبادی قریباً پانچ لاکھ ہوگی ،) خود اعلیٰحضرت میر عثمان علی خاں نظام سابع بھی اپنے بچوں کے ہمراہ جنازہ کا عظیم اجتماع ملاحظہ فرمانے کے لئے جامع مسجد افضل گنج میں تشریف لائے تھے ۔ موٹر میں سوار ملاحظہ فرماتے رہے ۔ جب حضرت صاحب قبلۂ عالم نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ہم نے معاف کیا ' ہم نے معاف کیا ' تو پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔

میر عثمان علی خان نے اس سے قبل حضرت امیر ملت کو نہیں دیکھا تھا ۔ صرف نام مبارک سُنا ہوا تھا میر عثمان علی خان نے حضرت امیر ملت کو دیکھنے کی خواہش کی تو آغا جانی شہر کے کوتوال نے کوشش شروع کی حضور قبلۂ عالم سے اس قسم کا معروضہ کرنے کی ہمت کسی میں نہ تھی ۔ موٹر میں جہاں نظام صاحب کھڑے تھے وہاں میت قریب آگئی تھی ۔ حضور قبلۂ عالم اسوقت بردیمانی عمامہ کے اوپر اوڑھے ہوئے تھے ۔ گھونگھٹ

کاندھے میت کے ساتھ چل رہے تھے۔ آغا جانی نے یکایک باآواز بلند السلام علیکم کہا تو حضور نے اپنا چہرۂ انور آغا جانی کی طرف کرتے ہوئے وعلیکم السلام کہا۔ اسی وقت نظام صاحب نے حضور قبلۂ عالم کا چہرۂ انور دیکھا۔

جنازہ خطۂ صالحین میں پہنچا۔ قبر تیار تھی۔ نعش مبارک کو قبر میں رکھا گیا۔ مٹی ڈالی جا رہی تھی کہ ریاست آصف جاہ سابع کے یمین السلطنت سر مہاراجہ کشن پرشاد جاگیردار بھی حاضر تھے وہ مٹی دینے لگے۔ تو حضور قبلۂ عالم نے غصے سے فرمایا کیا مسلمان سارے مر گئے ہیں۔ مسلمانو تم مٹی دو۔ مہاراجہ کشن پرشاد چونک پڑے اور فوراً پیچھے سے پیچھے چلے گئے۔

۷

ایک بار میں علی پور شریف گیا۔ ایک ماہ سے زیادہ قیام کیا۔ جب اجازت چاہتا یا تو خاموشی اختیار فرماتے یا فرماتے ٹھہرو۔ ایک روز صبح میں نے حضور قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ کا دست مبارک بوسہ دینے کے لئے پکڑا، اور عرض کیا آج تو رخصت کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ حضور قبلۂ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنا ہاتھ مبارک، چھڑاتے ہوئے فرمایا مجھے بھی تو کسی سے اجازت لینا ہے یہ فرما کر باب رحمت میں داخل ہوئے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ یاران طریقت کا قول ہے کہ یہاں سب کچھ ملتا ہے رخصت نہیں ملتی۔ اگر ملتی ہے تو بڑی مشکل سے۔ آخر رخصت مل گئی۔

۸

بنی خانہ حضرت مولٰنا خیر المبین صاحب صدیقی علیہ الرحمتہ محلہ پتھر گٹی حیدر آباد میں حضور قبلۂ عالم امیر ملت رونق افروز تھے۔ ایک دن ایک صاحب نے چند اقسام کے شہد خالص پیش کئے۔ ایک شہد کو حسب الحکم حکیم جناب عبد الصمد صاحب جماعتی (دواساز) نے چکھ کر عرض کیا یہ تو کڑوا ہے۔ حضور قبلۂ عالم نے دریافت فرمایا کہ یہ کڑوا کیوں ہے؟ عرض کیا کہ نیم کے درخت پر شہد کا چھتا لگا تھا۔ نیم کا اثر شہد میں آیا ہے۔ حضور قبلۂ عالم نے دریافت فرمایا کہ اس سے کوئی خاص فائدہ ہے۔ عرض کیا گیا یہ مصفیٰ خون ہے۔ قبلۂ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا مصفیٰ خون کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ یہ خون صاف کر کے خون صاف پیدا کرتا ہے۔ الغرض آپ نے اسی طرح دریافت فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہم کو کیا کرنا ہے یہاں خون ہی نہیں ہے تو صفائی کس چیز کی ہو گی۔

۹

بیعت کرنے سے قبل میں حضور قبلۂ عالم کا سخت مخالف تھا کہ بیرونِ ریاست نظام سے یہاں مولوی صاحبان اور شاہ صاحب کیوں آتے ہیں۔ میرے دوستوں سے تقریباً پچاس آدمی میرے ہم خیال تھے۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ کوئی بھی شاہ صاحب کے وعظ میں شریک نہ ہو۔ لیکن جو لوگ شامل ہوتے ہیں ان کو منع کیا جائے ایک دن میں نے سُنا کہ سید زادی کے بارے میں آپ نے کوئی مسئلہ بیان فرمایا ہے۔ اس سے میرا دل بہت متاثر ہوا۔ پھر کسی دن میں نے سُنا کہ مہاراجہ کشن پرشاد کے خلاف بھی حضور نے بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ اس سے بھی میرے دل میں بہت اثر پیدا ہوا میں خدمت قبلۂ عالم کی حق گوئی اور جرأت و بے باکی سے بہت حیران ہوا۔ اور جو مسئلہ آپ نے بیان فرمایا تھا

بقیہ صلا پر

تحریر : محمد حنیف ازہر لاہور کینٹ

میاں شیر محمد شرقپوری

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری ۔ وحدانیت کے روشن چراغ، علم و دانائی کا منور آفتاب، آسمان کے درخشندہ ستارے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے شیر اور غوث وقت تھے

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی میاں عزیز الدین اور دادا کا نام نامی مولانا غلام رسول تھا ۔ یہ دونوں بزرگ اپنے وقت کے عالم دین اور ولی کامل تھے ۔ آپ ۱۸۵۶ء میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی پیدائش سے قبل ایک مجذوب شرقپور آئے اور روحانی خوشبو سونگھ کر کہنے لگے کہ جلد ہی اس گاؤں میں ایک ماہتاب ولایت طلوع ہوگا جس سے تمام جہان روشن ہو جائے گا ۔ پیدائش کے سات روز بعد آپ کا اسم گرامی "شیر محمد" رکھا گیا ۔ آپ حقیقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر تھے ۔ آپ بچپن ہی سے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے چار سال کی مختصر عمر میں آپ نے قرآن پاک ختم کیا اور دیگر کتب پڑھنے اور لکھنے میں مہارت حاصل کرلی ۔ پھر مڈل سکول شرقپور میں داخل ہوئے لیکن طبیعت دنیاوی تعلیم کی طرف راغب نہ ہوئی ۔

آپ مادر زاد ولی تھے ۔ بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے انوارِ الٰہی نمودار تھے ۔ اور مذہب کی طرف میلان زیادہ تھا ۔ آپ میں حیا کا یہ عالم تھا کہ کم عمری میں جب کبھی محلہ میں سے گذرتے تو سر پر چادر اوڑھی ہوتی ۔ کبھی برہنہ نہ پھرتے ۔ محلہ کی عورتیں دیکھ کر کہتیں کہ ہمارے محلہ میں ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے جو چہرہ پر نقاب لیکر چلتی ہے ۔

بچپن میں آپ کو گھوڑ سواری کا بہت شوق تھا آپ جس گھوڑی پر سوار ہو جاتے وہ آپ کی مطیع ہو جاتی خواہ وہ کتنی ہی شریر کیوں نہ ہو لوگ آپ کو گھوڑیوں کے ملک الموت کہتے تھے ۔ بچپن میں آپ کا زیادہ وقت عبادتِ الٰہی میں گذرا ۔ جوں جوں آپ عالم جوانی میں قدم رکھتے گئے ۔ عشقِ الٰہی بڑھتا گیا ۔ اب آپ کو ایک مرشد کی تلاش تھی ۔ بیعت کیلئے آپ نے حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف والوں کا انتخاب فرمایا ۔ اور ان کے دستِ پر نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی جو کہ حضرت خواجہ امام علی شاہ مکان شریف والوں کے مرید و خلیفہ تھے ۔

آپ اکثر و بیشتر لاہور تشریف لایا کرتے ۔ اور اپنے حلقہ مریدین میں وعظ و نصیحت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا ۔ لاکھوں مریدین آپ کے فیوض باطنی سے مالا مال ہو رہے تھے ۔ آپ کی مجلس میں غریب و امیر کا کوئی امتیاز نہ تھا ۔ مگر شریعت محمدیہ کی مکمل پابندی عائد تھی ۔

آپ سنت نبوی پر اتنی سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے کہ باید و شاید ۔ اپنی مجلس وعظ میں کسی داڑھی منڈے کو کچھ سنانے کیلئے کھڑا نہ کرتے تھے ۔

نماز کے وقت پہلی صف میں داڑھی منڈانے والوں کو
کھڑا نہ ہونے دیتے تھے۔ خواہ وہ کتنا ہی بااثر و امیر
کیوں نہ ہو۔ آپ کی ساری زندگی عشقِ رسول سے معمور
تھی۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا، جاگنا، رہنا سہنا، کھانا
پینا، اوڑھنا بچھونا، پڑھنا پڑھانا، لکھنا لکھانا، دیکھنا
بھالنا، بولنا چالنا غرضیکہ تمام امور اور تمام احوال یکساں
طور پر سنت نبویؐ کے مطابق تھے۔ اور اپنے مریدین و
ارادت مندوں کو بھی اسکی تلقین کرتے تھے۔

آپ مروجہ تصوف کے بھی سخت مخالف تھے حسب و
نسب پر فخر کرنے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ کسی
شخص نے آپ سے شجرہ نسب دریافت فرمایا تو آپ
نے فرمایا کہ میرے لئے ایک ہی شجرہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کافی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے
شجرے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ اپنی جوتی کو کسی کا ہاتھ لگانا پسند نہیں فرماتے
تھے۔ اگر کوئی شخص نادانستگی سے آپ کی جوتی آپ
کے سامنے رکھ دیتا تو آپ فرماتے۔ یہ تم ہی لے جاؤ
میں اس لائق نہیں کہ کوئی میری جوتی کو سیدھا کرے۔
آپ چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور کوئی شخص تعظیماً نیچے
بیٹھ جاتا تو آپ اسے چارپائی پر بیٹھنے پر مجبور کرتے اگر
وہ نہ مانتا تو آپ اس کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ جاتے
تھے۔ انگریزی بود و باش اور مغربی تہذیب سے سخت
متنفر تھے۔ بڑے بڑے بی اے اور ایم اے آپ کی
خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ ان کی شکل و صورت اور
فیشن دیکھ کر فرماتے پتہ نہیں مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے
ہندو سکھ اپنے گروکے بتاتے ہوئے راستے پر چلتے
ہیں۔ لیکن مسلمان اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر
نہیں چلتے اور انکے اطوار پر عمل نہیں کرتے۔

آپ سیاہ جوتی اور سیاہ لباس سے بہت نفرت
کرتے تھے۔ فرماتے یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔ سادہ
اور سفید لباس کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ خالی
ٹوپی اور خالی پگڑی باندھنے والوں کو منع فرماتے۔ اور
فرماتے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خالی ٹوپی یہودیوں اور
خالی پگڑی نصاریٰ کا رواج تھا۔ حضورؐ نے مسلمانوں کو
دونوں چیزیں باندھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ ٹوپی
والوں کو رومال دیتے اور پگڑی والوں کو ٹوپی اپنی
طرف سے دیتے تھے اور ہمیشہ اسکی نصیحت کرتے تھے۔

آپ کے جید خلیفہ حضرت صاحبزادہ محمد عمر
بیربلوی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب
غیر مذاہب کے افراد سے ایسے طریق سے پیش آتے
کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ اور اس غیر مسلم پر
اس کا بڑا گہرا اثر پڑتا۔ جس سے کئی مسلمان ہوجاتے۔
حضرت میاں صاحب کو یہ وصفِ خلق براہِ راست مالک
خلق عظیم رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔ آپ
کو سالکوں سے خصوصاً بڑی محبت تھی۔ آپ اکثر ان کے
توحیدی اسلوب کا ذکر فرماتے۔ آپ ہر آنے والے کو کچھ
نہ کچھ نقد عنایت فرماتے۔ اور اس کے انکار کرنے سے خدام
درگاہ سے فرماتے سو تمہاری روٹی کیلئے ہے بطور تبرک لے لو

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دور
آخر کے صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ کی سب سے
بڑی کرامت یہ تھی کہ بے شمار افراد آپ کی ہدایت بہ
صورت میں متبع شریعت بن گئے۔ آپ کے مریدین
و معتقدین کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔ آپ نے کئی کتابیں
چھپوا کر مفت تقسیم کیں۔ اور متعدد مساجد تعمیر کروائیں۔

آپ کے خلفاء بھی بیشمار تھے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

آپ کے سجادہ نشین اور حقیقی بھائی حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ۔ حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی حضرت شاہ اسمٰعیل شاہ کرمانوالے۔ حضرت سید نور الحسن کیلیانوالے۔ حضرت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم مکان شریف والے اور میاں رحمت علی گھنگ شریف والے وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک شرقپور شریف میں ہے۔ اس وقت حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے فرزند ارجمند حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ سجادہ نشین ہیں جو مسلکِ اہلسنت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے لئے گرانقدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہر سال ۲، ۳ ربیع الاول کو آپ کا عرس مبارک بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ صوبہ پنجاب کے عموماً اور صوبہ سرحد و سندھ کے خصوصاً بڑے بڑے عالم فاضل، قاری، حافظ، اہل اللہ اور پاک باطن لوگ جوق در جوق چلے آتے ہیں۔ عرس پر تقریباً ۹۰ ہزار کے قریب زائرین جمع ہو جاتے ہیں۔ ہزار ہا قرآن مجید ختم کئے جاتے ہیں۔ واعظ صاحبان اپنے اپنے کلام اور علیحدہ علیحدہ موضوع پر یکے بعد دیگرے تقریریں کر کے حضرت میاں صاحب کے عاشقوں، طالبوں کو محظوظ کرتے ہیں۔ ہر طرف ذکر و اذکار کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ ڈھول ڈھمکے، گانا بجانا قوالی وغیرہ کی اجازت مطلق نہیں ہوتی۔ عورتوں اور بچوں کا عرس پر آنا بھی بند ہے دکانیں لگانے کی اجازت بھی نہیں غرض کہ یہ ایک روحانی عرس ہوتا ہے۔

مصطفیٰ دل کے قریب

مولانا خلیل احمد صاحب
حیدر آباد (سندھ)

پانی پانی جوششِ عصیاں ہے ساحل کے قریب
اور رحمت مسکراتی ہے مرے دل کے قریب

دیکھ کر طیبہ کے سائے، بیخودی میں کھو گئے
ہوش دیوانوں کو آیا اپنی منزل کے قریب

اللہ اللہ طالبانِ حق کی خاطر داریاں
حق ہے شہ رگ کے قریں، تو مصطفیٰ دل کے قریب

تابشیں ہیں ضو فگن، قدسیوں کے روپ میں
روضۂ پُرنور، سجدہ گر، دل کے قریب ہے

ہے اگر صدقِ طلب، تو این واں کو چھوڑیئے
اپنی منزل ڈھونڈیئے خود اپنے ہی دل کے قریب

ہر اشارہ ہے اعجازِ یدُ اللّٰہی عیاں
چاند سورج کھیلتے ہیں ان انامل کے قریب

دل کو بخشیں وادیٔ طیبہ نے وہ سرشاریاں
جیسے سو جائے مسافر آ کے منزل کے قریب

ٹوٹتی ہیں بندشیں، برپا ہو جب شورش خلیل
ملتی ہیں آزادیاں شورِ سلاسل کے قریب

قسط اوّل
گوہر جماعتی

محبوب القرآن ﷺ

یہ نیک سلسلہ حضرت علی احمد شاہ صابر قادری قصوری کے ارشاد
سے آج مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۷۸ء ۴ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بروز
اتوار شروع کیا اللہ اسکو پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن بھی ہے رحیم بھی

رحمٰن کے معنی دنیا میں مومنوں اور کافروں پر اور سب پر رحم کرنے والا۔ رحیم کے معنی آخرت میں رحم کرنے والا۔ اور وہ صرف مومنوں پر ہوگا، کافروں پر نہیں۔ معنے کے اس اختلاف کی وجہ سے رحمٰن اور رحیم دونوں صفتوں کا ذکر فرمایا حالانکہ مفہوم دونوں کا ایک ہے۔

ف : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جملہ خبریہ ہے۔ اس سے اللہ تعالےٰ کی ثنا کرنا مراد ہے۔ یعنے اسکا مضمون کہ اللہ تعالےٰ مخلوق سے تمام محامد کا حقیقی مالک ہے۔ یا وہ مستحق ہے کہ لوگ اس کی حمد کریں۔ اللہ کی ثنا ہے، اللہ = ذاتِ واجب الوجود کا علم ہے۔ اس کا اسکے غیر پر اطلاق نہیں ہوا (جلالین)

آئمہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورۃ فاتحہ کی یا اسکے غیر کی سوائے برأت کے جزء ہے یا نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ اور ہر اس سورۃ کی جزء ہے جس کے اوّل میں لکھی گئی ہے۔ یہی قول ابن عباس اور ابنِ عمر اور ابو ہریرہ اور سعید ابن جبیر اور عطا اور ابن مبارک اور ایک روایت میں احمد کا اور اسحٰق کا ہے (رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) بیہقی نے یہ قول حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور زہری اور ثوری اور محمد بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔ اوزاعی اور مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا قول ہے کہ بسم اللہ، سورۃ فاتحہ کی جزء نہیں ہے۔ اور ان کے سوا اور عالموں نے اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ اس کے سوا اور بھی کسی سورت کی جزء نہیں۔ یہ صرف سورۃ نمل کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے اس

کو ہر سورت کے اول میں محض تبرک کے لئے لکھا گیا ہے (صاوی وغیرہ شرح جلالین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا حکم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نیک کام یا کم از کم مباح کام اگر بسم اللہ پڑھ کر شروع نہیں کیا گیا تو وہ ابتر ہے۔ یعنی برکت سے خالی ہے۔ اللہ کی سنت ہے کہ اس نے اپنی کتاب کو بسم اللہ سے شروع کیا ہے۔ مسلمان کو چاہیئے کہ حصول برکت کیلئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور قول پر عمل کرنے کیلئے ہر کام جو مشروع یا مباح ہو اسکو شروع کرنے سے قبل متصلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ ہمارے اسلاف نے بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ سے شروع کیا ہے۔ کھانا کھایا جائے تو بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے۔ نماز کو بھی سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تلاوت قرآن بھی بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے۔

سورۃ فاتحہ

سورتوں کی مکی اور مدنی کیطرف انقسام کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ ہجرت سے قبل نازل ہوا اور کچھ ہجرت کے بعد جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اگرچہ بحالت سفر مکہ سے باہر کسی مقام پر نازل ہوئیں وہ مکی ہیں۔ اور جو سورتیں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں خواہ وہ مدینہ سے باہر بحالت سفر کسی مقام میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔ جن مکی سورتوں میں بعض آیات مدنی یا بعض مدنی سورتوں میں بعض آیات مکیہ ہیں مفسرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے ان سے آگاہ کر دیا ہے سورۃ فاتحہ مکیہ ہے اور اس کی سات آیات ہیں۔ جنکے نزدیک بسم اللہ سورۃ فاتحہ سے ہے ان کے نزدیک ساتویں آیت صراط الذین سے آخیر تک ہے اور جنکے نزدیک یہ سورۃ فاتحہ سے نہیں ان کے نزدیک غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ساتویں آیت ہے۔

سورۃ فاتحہ کے اسماء شریفہ

علماء کا قول ہے۔ تکثر الاسماء تدل علی تکثر الفضائل: ناموں کی کثرت فضیلتوں کی کثرت پر دلالت کرتی ہے سورۃ فاتحہ کے اسماء بہت سے ہیں جو اسکے فضائل کی زیادتی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس سورۃ کا ایک نام تو سورۃ فاتحہ ہے جو بہت مشہور ہے۔ اس کے علاوہ اس کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ ام القرآن ۲۔ وافیہ ۳۔ کافیہ ۴۔ کنز ۵۔ شفا ۶۔ شافیہ ۷۔ مثانی ۸۔ سورۃ الصلوٰۃ ۹۔ سورۃ الاساس ۱۰۔ سورۃ الحمد۔

ام القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا نماز میں پڑھنا واجب اور بہت ضروری ہے۔ یا یہ سورۃ کل قرآن کے معانی کو شامل ہے۔ اور اس لئے بھی کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک حدیث میں اس کو ام القرآن

فرمایا ہے۔ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بام القرآن ۔ اگر ام القرآن یعنے سورۃ فاتحہ کو نہ پڑھا گیا تو نماز نہیں ہے۔ وافیہ اس لئے کہ نماز میں یہ سورۃ آخیر تک ساری پڑھی جاتی ہے۔ اور کافیہ اس لئے کہ یہ سورۃ نماز میں قرارت سے کافی ہے۔ کنز اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث قدسی میں فرمایا کہ رب تعالےٰ نے فرمایا ہے سورۃ فاتحہ میرے عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔ سورۃ الفاتحۃ کنز من کنوز عرشی۔

سورۃ الشفا یا شافیہ اسلئے کہ اسمیں امراض باطنیہ اور ظاہریہ کی شفا رکھی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء الا السام۔ سورۃ شفا میں موت کے سوا تمام بیماریوں کی شفا ہے۔ سورۃ المثانی اس لئے کہ یہ دو دفعہ نازل ہوئی۔ ایک بار مکہ میں دوسری بار مدینہ میں۔ مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب نماز فرض ہوئی۔ اور مدینہ میں اس وقت نازل ہوئی جب بیت المقدس کی طرف سے کعبہ کو منہ پھیرا گیا اور اس کو مثانی کہنے کیوجہ یہ بھی ہے کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں دہرایا جاتا ہے۔ سورۃ الصلوٰۃ اس لئے کہ اس کا نماز میں پڑھنا فرض یا واجب ہے۔ سورۃ الحمد اس لئے کہ یہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے۔ سورۃ الاساس اس لئے کہ یہ سورۃ قرآن کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہے۔ (مدارک)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ
وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔ بہت رحم والا بڑا مہربان ہے۔ جزاء کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور ہم صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ تو ہم کو سیدھے راستے پر چلا۔ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تیرا انعام ہے۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہے اور نہ ان کا جو راہ بھٹکے ہیں۔

ف: حمد کے معنی تعریف کے ہیں۔ رب کے معنی مالک اور پالنے والے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اللہ جو سب جہانوں کا مالک اور پالنے والا ہے۔ وہی ہر حامد اور ہر محمود کی حمد کا یقیناً حقدار ہے۔ اگر اس کے غیر کی تعریف کی جاتی ہے تو وہ بھی اسی کی تعریف ہے۔ اس لئے کہ جس خوبی پر اس کی تعریف کیگئی اس میں وہ خوبی اللہ ہی نے تو رکھی ہے۔ حمد سے اللہ کو بہت محبت ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ اس نے اپنی آخری کتاب کو حمد سے شروع کیا ہے۔ اور اس نے اپنے پیارے محبوب کا نام محمد رکھا ہے اور اس کا اپنا نام بھی محمود ہے۔

عقدۃ النکاح

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی بات مانی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور فرمایا فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم پس تم میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا دوست بنائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

اگر بعض بزرگوں نے ابتداء میں ایام رضاعت میں نکاح کو ترک کیا ہے تو وہ ایک وقتی ضرورت کے لئے اس لئے نہیں کہ ان کو نکاح کی احادیث کا انکار تھا۔ یا وہ اس سے متنفر تھے چونکہ ابتداء میں وہ زہد و ریاضت کے مشاغل میں معروف تھے اور نکاح کے حقوق اور اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے تھے اس لئے انہوں نے نکاح نہ کیا اور جب وہ اس سے فارغ ہو گئے تو نکاح کیا اور اولاد بھی ان کے ہاں ہوئی۔

اگر کوئی بزرگ بالفرض ساری عمر بغیر کسی شرعی اور طبعی عذر کے، تارک نکاح رہا، تو وہ گنہگار ہے اس کی بزرگی کے پیش نظر اس بات میں ہرگز اس کی اتباع نہ کی جائے، کئی عورتیں بھی ایسی دیکھی گئی یا پائی گئی ہیں کہ وہ ساری عمر بغیر شوہر گذار دیتی ہیں، ان عورتوں کے متعلق بھی، نیک گمان نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ بے نکاح رہنا شرعی تقاضا تو نہیں ہے پھر جو بے نکاح رہتے ہیں تو ضرور اس میں ان کے اپنے نفس کی شرارت ہو گی۔ واللہ اعلم واحکم بالصواب:۔

نکاح زنا اور بدکاری سے روکتا ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے نکاح کی بہت ترغیب دی ہے۔

۱۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

"اے جوانو! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اس لئے کہ نکاح اجنبیہ عورتوں کو دیکھنے سے نگاہ کو پست کرتا ہے اور زنا اور بدکاری سے فرج یعنی شرمگاہ کو روکتا ہے۔ اور جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وہ روزہ رکھے، اس لئے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

۲۔ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان ابن مظعون کو ترک نکاح سے روکا نہ ہوتا تو ہم لوگ [illegible]

اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔

۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ

"عورت سے چار چیزوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال کے لئے، اور اس کے حسب کے لئے اور اس کے جمال یعنی خوبصورتی کے لئے، اور اس کے دین کے لئے پس تو کامیاب ہو، دین والی عورت کے ساتھ، خاک آلود ہو جائیں تیرے ہاتھ۔" (مشکوٰۃ)

اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر مالدار عورت سے شادی کی تو ہو سکتا ہے وہ اپنے مال کے غرور سے اپنے خاوند کو پلے نہ باندھے، اور اس کی تحقیر و تذلیل کرتی رہے اور شوہر کے حق سے بے اعتنائی کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مال ہمیشہ نہ رہے اور پھر جب عورت غریب اور فقیر ہو جائے گی تو اس سے نفرت اور وحشت پیدا ہو۔ ان وجوہات سے مال دار عورت کے ساتھ شادی کرنا، موافقت کے منافی ہے، حالانکہ زوجین کے درمیان کلی موافقت کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اور اگر صاحبِ حسن و جمال عورت سے شادی کی تو بہت ممکن ہے، وہ بھی خاوند پر بڑائی چاہے اور اس کی پرواہ نہ کرے اور یہ بھی واضح ہے کہ حسن ہمیشہ نہیں رہتا اور اگر بوجہ خاندانی شرافت کے عورت سے نکاح کیا تو وہ عورت بھی خاوند پر بڑائی جتلائے گی، اس وجہ سے گھر میں فتنہ و فساد کا بازار گرم رہے گا اور اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جو دولتِ دین سے مالا مال اور تقویٰ شعار ہے تو اس میں مندرجہ بالا خرابیوں سے کوئی خرابی نہیں ہوگی اور زوجین کی زندگی بڑے آرام اور سکون سے گذرے گی۔

عورتوں کی دو اقسام

ایک وہ عورت ہے جس کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا، کسی مرد نے اسے ہاتھ نہیں لگایا یعنی وہ دوشیزہ یا کنواری ہے۔ اس کو عربی میں بکر، یا باکرہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ عورت ہے جو بیاہی گئی ہے۔ اس نے خاوند دیکھا ہے اس کو ثیبہ کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باکرہ یعنی دوشیزہ اور کنواری عورت سے نکاح کرنے کی رغبت دلائی ہے۔ اس لئے کہ نکاح کے مقاصد اور فوائد، باکرہ سے بالکل الوجہ حاصل ہوتے ہیں۔ باکرہ میں بہ نسبت ثیبہ حیا زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ بہ نسبت ثیبہ کے خاوند کی خدمتگار اور اس سے محبت کرنے والی اور وفادار زیادہ ہوتی ہے۔ خاوند کی طرف سے جو کچھ اس کو میسر ہو اس پر وہ قناعت کرتی ہے۔ اور اولاد پیدا کرنے میں بھی اس پر اعتماد زیادہ ہوتا ہے۔ بخلاف ثیبہ کے کہ ہو سکتا ہے کہ اس سے اولاد پیدا نہ ہو اور ثیبہ میں یہ بھی خرابی ہے کہ جب اس کو کبھی دوسرے خاوند سے تکلیف پہنچتی ہے یا اس کو کوئی چیز تھوڑی ملتی ہے تو وہ پہلے خاوند کو یاد کر کے اس کے گن گاتی ہے۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے۔

نزنے بیوہ مکن گرچہ حورست ؎
راہ راست برو گرچہ دورست

مومن کے شب و روز

عوام بلکہ بہت سے مولوی اور پیر کہلانے والے وضوء میں کوتاہی کرتے ہیں۔ انھیں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال ضروری ہے۔

۱۔ کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم ایک دفعہ پانی بہہ جائے (درالمختار وغیرہ) بھیگ جانے یا ایک طرح کی چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند پڑ جانے کو وضو ہونا نہیں کہیں گے۔ نہ اس سے وضو و غسل ادا ہوگا اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں اور بدن میں بعض جگہیں ایسی ہیں۔ کہ جب تک ان کا خاص خیال نہ کیا جائے۔ ان پر پانی نہ بہے گا۔ اور حکم یہ ہے کہ اگر ایک ذرہ بھر جگہ یا کسی بال کی نوک بھی پانی بہنے سے رہ گئی تو یہ دھونے میں شمار نہ ہوگا۔

۲۔ کلی اس طرح کرنا چاہیئے کہ منہ کے ہر پرزے کونے، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں غرض ہونٹ سے حلق کے کنارے تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اور ناک میں پانی ڈالنا۔ یعنے دونوں نتھنوں کو جہاں تک نرم جگہ ہے کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے بال برابر بھی جگہ دھلنے سے نہ رہ جائے۔ دونوں کام وضو میں سنت موکدہ (جس کے نادوا ترک پر عتاب اور ترک پر استحقاق عذاب وارد ہے۔ اور غسل میں فرض ہیں۔ تو جلدی جلدی تین بار پچ پچ کر لینے یا تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اگل دینے، یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا لینے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ اور غسل میں فرض رہ جاتا ہے۔ تو غسل نہیں اترتا۔ اور اس نے جسے غسل سمجھا اس غسل سے نہ نماز جائز نہ مسجد میں جانا حلال۔

(عامۂ کتب)

۳۔ بہت سے لوگ منہ دھونے میں ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر چلو ڈال کر اوپر بھیگا ہاتھ چڑھا کر لے جاتے اور سارے منہ پر پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا۔ حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اور اس طرح دھونے میں منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ لہٰذا منہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالیں کہ ہر مرتبہ اوپر کا بھی کچھ دھل جائے۔ اور پانی چہرے کے ہر حصہ پر بہہ جائے۔

(عامہ کتب)

۴۔ چلو میں پانی لیکر کلائی پر الٹ لینا یا پاؤں کے پنجے پر پانی ڈال کر باقی پر ہاتھ پھیر دینا ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں گٹوں تک تین تین بار اس دھوئیں کہ پانی کی دھار ناخنوں اور کہنیوں اور گٹوں کے اوپر تک ہر جگہ برابر پڑتی چلی جائے۔ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے۔ ورنہ وضو نہ ہوگا (فتاویٰ رضویہ)

فوائد و فضائل وضو

اگرچہ ہم نے پہلے ضمناً وضو کے فضائل و فوائد عرض کئے۔ اب خصوصیت سے چند اعضاء وضو کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ تاکہ مومن اپنے انجام خیر اور دارین کی فلاح و بہبودی کو حاصل کر سکے۔

وضو سے صغیرہ و کبیرہ گناہ دھل جاتے ہیں

حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب دھل جاتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتا ہے تو اسکے چہرے کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے۔ اور جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ چھوٹے بڑے سب دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے —

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت عظیم فرماکر ارشاد فرمایا: لا تغتروا [illegible]

نہ ہو جانا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو یہ سمجھتے ہوئے کہ وضو میں سب دھل جائینگے۔

اولیاء آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وضو کے پانی سے گناہ دھلتے ہیں

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب لوگوں کا آب وضو دیکھتے بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو یہ دھوون گناہ کبیرا کا ہے یہ صغیرہ کا۔ یہ خلاف اولیٰ کا بلا تفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے۔ ایک مرتبہ کوفی کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے۔ ایک نوجوان وضو کر رہا تھا اس کا پانی جو ٹپکا امام نے اس پر نظر فرمائی جوان سے فرمایا۔ اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر اس نے فوراً عرض کی۔ میں اللہ عزوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دھوون دیکھ کر فرمایا اے بھائی زنا سے توبہ کر اس نے فوراً توبہ کر لی۔
ایک اور شخص کا دھوون دیکھکر فرمایا شراب پینے سے اور آلات لہو لعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اسی وقت تائب ہوگیا۔

سید عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے یہی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ تعالےٰ عنہ گناہوں کے دھوون جدا جدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یہ مکروہ کا یہ خلاف اولیٰ کا۔
ایک بار میں ان کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا۔ حضرت نے استنجا کرنا چاہا۔ مگر دیکھ کر لوٹ آئے میں نے سبب پوچھا فرمایا ابھی اس میں کوئی کبیرہ گناہ دھو گیا ہے۔ اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کرکے جا چکا تھا۔

میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔

اس نے کہا واقعی حضرت نے سچ فرمایا ہے۔ مجھ سے واقع ہو گیا تھا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو گیا۔

کلی کے متعلق

بعض بلکہ اکثر حضرات کلی کرتے وقت پانی کا چلو منہ میں ڈال کر پیچھے پھینک دیتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح سے کلی کی سنت ادا نہیں ہوتی جب تک غرارے نہ کرے۔ یہاں تک کہ اگر روزہ نہ ہو تو حلق کے آخری حصے تک پانی پہنچانا چاہیئے۔ اس طرح کرنے سے بیشمار بیماریوں کا ازالہ ہوتا ہے۔ جس کی مختصر تفصیل فقیر عرض کئے دیتا ہے۔ اس لئے کہ شرعی احکام کو طب سے گہرا تعلق ہے۔ لیکن افسوس کہ لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ میرا طب میں جہاں تک مطالعہ ہے میں نے بخوبی معلوم کیا ہے کہ اگر کوئی بھی شرعی احکام پر پابندی کرے تو یقیناً صحت بھی درست رہے اور خدا بھی راضی فقیر چند طبی اقتباسات پیش کرتا ہے جس سے شرعی نقطۂ نگاہ کی قدر معلوم ہوگی۔

وہ امراض جو کلی سے متعلق ہیں

ثبور و قروح یعنے پھنسیوں اور زخموں میں پیدا ہونا۔ مولانا عبدالعزیز لودی اپنی کتاب اکسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ مرض یا تو مادہ نزلہ بلغمیہ سے پیدا ہوتا ہے یا فاسد بخارات سے۔ اگر وہ تمام منہ کو گھیرے تو اسے سبا ہیہ۔ اگر گوشت کھا جائے تو اسے آکلہ۔ اگر بدبو پیدا کر دے تو اسے قلاع کہتے ہیں۔ پھر یہ مرض جب پرانا ہو کر عمیق ہو جاتے تو اسے خبیثہ کہا جاتا ہے۔ جب یہ مری تک تجاوز کر جائے تو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

نیز اطباء نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ثبور و قروح سوداوی میں سخت درد ہوتا ہے۔ سرخ و سفید بھی اور یہ چنداں مضر نہیں۔ لیکن علاج سے غفلت نہ کی جائے۔ کیونکہ اس سے آگے تجاوز کرے گی تو زرق یعنے نیلا رنگ اختیار کرتی ہے اور زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے اس کے بعد سبز اور پھر سیاہ بالخصوص سوزش سے ہو تو ہلاک کر ڈالتی ہے۔

۳۔ منہ کے زخم ۴۔ جراحت یعنے منہ کے زخم۔
۵۔ متقشر یعنے منہ کی سطح کا چھل جانا
۶۔ مسوڑوں یا منہ کی سطح کا فساد
۷۔ نیند یا بیداری میں تھوک کا زیادہ ہونا۔
۸۔ ورم زبان ۹۔ زبان کی لکنت جو پیدائشی نہ ہو
۱۰۔ ذوق زبان کا بطلان و فساد
۱۱۔ زبان میں کلام کا پھٹنا اور اس کی خشکی اور سوزش و خارش و دیگر امراض موزیہ جو کتب طب میں مفصلاً مذکور ہیں۔

فائدہ: اس سے میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ تمام امراض صرف کلی سے دور ہو جاتی ہیں۔ بلکہ شفیق امت اور رحمۃ للعلمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل کرنے سے یہ امراض جھکہ پیدا ہی نہیں ہونگے بلکہ بسا اوقات بعض بیماریاں صرف کلی کرنے سے دور ہو جاتی ہیں بشرطیکہ کلی وضو میں اسی طرح کی جائے جس طرح ہم نے اس کا طریقہ لکھا۔

تجربہ فقیر اویسی

فقیر ایک عرصہ سے منہ زبان اور مسوڑھوں اور دیگر تکالیف زبان میں مبتلا تھا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ اور سرخ مرچ تو منہ اور زبان میں کانٹوں کی طرح چبھتی تھیں۔ جب سے وضو میں کلی اسلامی طریقہ سے شروع کیا، بحمدہٖ تعالیٰ بلا علاج تمام امراض سے شفا نصیب ہوگئی ہے۔ یہاں پر چند ادویہ مذکورہ بالا امراض مندرج ذیل ہیں۔ لیکن کسی سمجھدار حکیم سے مشورہ ضروری ہے۔

برائے منہ آنا

اجزاء و ترکیب:

گلیسرین ۲ جز، بورک ایسڈ ایک جز۔ دونوں کو باہم ملائیں۔ حسب ضرورت روئی کو لگا کر منہ میں لگائیں۔ منہ آئے ہوئے کے واسطے اکسیر ہے۔

ایضاً

اجزاء و ترکیب: گاؤزبان سوختہ۔ کتھہ۔ تاقلہ صغار طباشیر۔ کافور وغیرہ برابر سب ادویہ لیں۔ پھر ان کو خوب باریک پیس کر محفوظ رکھیں۔ حسب ضرورت منہ میں چھڑکیں منہ آنے کو مفید ہے۔

برائے قلاع شدید و مزمن

اجزاء و ترکیب: کتھہ سفید ایک تولہ۔ ہلدیا خام ایک تولہ۔ گیرو ۲ تولہ سب کو پیس کر محفوظ رکھیں۔

مقام ماؤف پر لگا کر منہ نیچا کریں تاکہ لعاب دہن خارج ہوتا رہے۔ دن میں کئی دفعہ کریں۔ منہ آنے کیلئے مفید و مجرب ہے۔

برائے تاکل لثہ یعنی مسوڑوں کی خرابی کیلئے

اجزاء و ترکیب:

کھار ایک ماشہ۔ ہڑتال ایک ماشہ۔ دونوں کو انڈے کی زردی میں پیس کر توے پر پکاؤ اور دھوپ میں خشک کرو۔ پھر پیس کر محفوظ رکھو۔

خراب مسوڑوں میں پہلے سرکہ سے غرغرہ کریں پھر یہ ادویہ حسب ضرورت ملیں۔ بعدہٗ روغن تلخ سے چکنا کریں۔ پانی سے پرہیز صرف دو گھنٹہ۔

برائے منہ آنا اور ورم مسوڑے و متحرک دنداں

مازو ایک تولہ۔ مرچ چھ ماشہ پھٹکری بریان چھ ماشہ۔ تینوں سرمہ کی طرح پیس لیں۔

ترکیب استعمال: انگلی سے لگا کر مسوڑوں پر ملنا یا روئی لگا کر منہ میں اسے چھڑکنا چاہئیے۔ ایک گھنٹہ کھانے پینے سے احتراز ضروری ہے۔

منہ آنے۔ ورم لثہ، تحریک دنداں کے علاوہ برائے گوشت خورہ اور منہ کے زخموں کو مفید ہے۔

مقررین اور واعظین کیلئے نسخہ

نزلہ وزکام اور زیادہ زور سے بولنے والوں خصوصاً مقررین، واعظین کا گلا بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بولنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انھیں چاہئیے کہ گرم پانی میں نمک ڈال کر غرارے کریں۔

دو تین بار ایسا کرنے سے آواز کھل جائے گی۔

٭

روحانی علاج

جہاں فقیر نے گذشتہ اوراق میں طبی نسخے لکھے ہیں۔ وہاں ناظرین کے لئے روحانی نسخے لکھے جاتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک طبی نسخوں سے روحانی نسخے زیادہ مفید سمجھے جاتے ہیں۔

گلے کا پھولنا

مندرجہ ذیل پڑھکر دم کئے جائیں۔ اور لکھ کر گلے میں ڈالیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھم انی اسئلک باسمائک الحسنیٰ یا من خلقنی وسوانی ویا من رزقنی وربانی ویا من اطعمنی وسقانی ویا من قربنی وادنانی ویا من عصمنی وکفانی ویا من حفظنی وکلانی ویا من وفقنی وہدانی ویا من آنسنی واغنانی ویا من اماتنی واحیانی ویا من ایدنی وولانی سبحانک لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔

ایضاً

یہ نقش لکھ کر گلے میں ڈالے
محسوب ۴

نوٹ،

باندھتے وقت حسب حیثیت نیاز حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ وجملہ مشائخ عظام کی ضرور دلائیے۔ انشاء اللہ شفا ہوگی۔

دیگر یہ آیت مع بسم اللہ لکھ کر گلے میں باندھے
اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ

ایضاً

یا یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالیں لیکن اس پر ۷۸۶ نہ لکھا جائے اور الٹے بازو پر باندھا جائے۔

مطسہ	معسہ
مطسہ	مطسہ

نیز: یہ مرض اگرچہ مہلک نہیں مگر اس سے صورت بدنما ہو جاتی ہے۔ خصوصاً نوعمر لڑکیوں کو یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔

کنٹھ مالا

سات تار نیلے سوت کی مریض کے قد کی برابر یعنی اس کی پیشانی سے ناخن پا تک ناپا جائے۔ اور اس میں اہم گرہ لگائے۔ ہر گرہ پر مع تعوذ و تسمیہ مندرج ذیل دعا پڑھ کر دم کرے اور گنڈا بن کر مریض کے گلے میں ڈالے۔

اعوذ بعزۃ اللہ وقدرۃ اللہ وقوۃ اللہ وعظمۃ اللہ وبرہان اللہ وسلطان اللہ وکنف اللہ وجوار اللہ وامان اللہ وحرز اللہ وکبریاء اللہ ونظر اللہ وبہاء اللہ وجلال اللہ وکمال اللہ ولا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ من شر ما اجد۔

یہ مرض بہت مہلک ہے۔ مندرجہ بالا روحانی علاج سے صحت وعافیت ہوگی۔
انشاء اللہ۔

جامع العلاج

میرے والد گرامی مندرجہ ذیل

مندرج ذیل دم کرتے تھے۔ ہم نے آنکھوں سے ہزاروں بیماروں کو شفایاب ہوتے دیکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اول نام اللہ دائی دوجا نام نبی دائے۔ تریجا نام چوں یارانداـ کلام خدادی آیات قرآندی کرائی پیر دستگیر دا ہتڑ سے بلا ہتڑ سے کلا بہ ذبحیر نہ کلا بہ زنجیر ترٹے نہ بلا دامنہ چھٹے بدھی سید احمدؒ پیر دے کرٹے گرو کی سنگت چیلے کی پھر منترا یسر ماندے کم سوئے اللہ تے محمد مصطفٰے جو ڈس استاد دا چلے سات دفعہ پڑھکر دم کرے۔ ہر بار بیمار پر پھونک مارے۔ پھر پڑھے

سینزر اُدھ سرچیل ابدال ایڈم جادم اکا نڑا لڑی بماری چڑھی گھنڈی چور ٹھیرے گان کھیر پھرے اکا نڑا دھرموں پتر تیکوں مارا سو گستر ماریں کٹیں انڑ د نڑ جا بال بار چھوڑ دھتو دا کھا کچا بانھا بھیسی تے بیٹھا۔ اس کراں گرو جی دی اکا نڑا اسیں کون دیوا جڑے جڑے دس نہ چڑھے بدھی سید احمد پیر دے کرٹے گرو کی سنگت چیلے کی لگت پھر منترا یسر ماندے کہ واچا چلے کم سوئے تے نبی محمد مصطفٰی کرے جو ڈس استاد دا چلے۔

اول سات بار درود شریف پڑھے۔ دم کرتے وقت لوہے کی کوئی شے مثلاً چاقو، چھری زمین پر مارے اور پڑھتے وقت اسی لوہے والی شے کو درد کے اوپر گھماتا ہے۔ اس کے بعد یہ پڑھے۔

اٹھارہ سے بروڑی کشمیروں آئی کہاں تیرا باپ تیری مائی انگاس۔ میرا باپ دھرت میری مائی اول نکلی رام کون رام ترو ڑ کوائی (ملے) گودکھ بچنی ڈاڈی وچینی ملی شلی ڈھدی انگاری تھنڑ پکا انگل کچھ بڑالی انگل دیڑھا کن کنوڑی بیڑ جھگ چھوڑ گئی کالا منہ کر گئی۔ پھر منتر ایک ماندے کہ واچا چلے کم سوئے اللہ تے نبی محمد مصطفٰے کرے جو ڈس استاد دا چلے

جملہ امراض مذکورہ کیلئے اکسیر ہے۔

فائدہ: اگر اس عبارت کو مکھن پر دم کرکے بیماریوں کی جگہ پر یہاں تک کہ جسم میں کہیں بھی زخم ہو تو آرام ہو جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ مکھن بھینس کا ہو ورنہ جو ملے۔ پھر اس کے لگانے کا طریقہ یوں ہے کہ مکھن تھوڑا سا لیا جائے۔ لیکن جس شے سے اٹھایا جائے اسے دوبارہ مکھن میں نہ ڈالا جائے اور مکھن لگانے والا باوضو ہو اور مکھن کو ادب و احتیاط سے رکھا جائے۔

مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن اندرون شاہ عالمی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام جامع مسجد نقشبندیہ جماعتیہ میں حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت علامہ مولانا غلام نبی جانباز نقشبندی مجددی ناظم جمعیت علماء پاکستان ضلع لاہور منعقد ہوا۔ قاری غلام محمد صاحب مدرس جماعتیہ نے تلاوت کی۔ جناب عبدالرشید چشتی حافظ عبداللطیف صاحب نقشبندی اور دیگر نعت خواں حضرات نے نعت خوانی کی۔ ان کے بعد مولانا عبداللطیف نوری نے بارگاہ مجدد الف ثانی میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ آخر میں علامہ جانباز نے اپنے صدارتی خطبہ میں مجدد پاک کے تجدیدی کارناموں اور آپ کی سیرت مقدسہ پر مفصل خطاب فرمایا۔

درود شریف کے برکات و فضائل

مولف: مولنا صوفی مشتاق احمد صاحب نقشبندی کریمی۔ کوٹلی لوہاراں

ناشر: اسلامی کتب خانہ اقبال روڈ سیالکوٹ

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت ایک روپیہ

مولنا مشتاق احمد حضرت مولنا فقیہ اعظم ابو یوسف محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں کے تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کو شروع جوانی سے تبلیغ دین کا شوق رہا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے درود شریف کے موضوع پر لکھی گئی ہے۔ آپ نے اس کتابچہ میں کتب احادیث اور اقوال بزرگان دین سے درود شریف کے فضائل ہی نہیں بلکہ درود شریف پڑھنے والوں کو اس سے جو روحانی و جسمانی منافع حاصل ہوتے ہیں ان کو بڑی وضاحت سے بتایا ہے کتاب اس لائق ہے کہ اس کو پڑھا جائے بلکہ مخیر حضرات اسکو کثیر تعداد میں خرید کر عوام میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

جام طہور

مصنف مولنا صابر براری

ناشر ایوان ادب بے دن کورنگی کراچی

سائز ۲۰×۳۰/۱۶

حضرت مولنا صابر براری کو کون نہیں جانتا بڑے روشن دماغ اور ذی فہم صاحب علم نعت گو شاعر ہیں۔ آپ کا نعتیہ کلام پاکستان اور بیرون پاکستان کے اکثر جرائد و رسائل میں چھپتا رہتا ہے۔ ماہنامہ انوار الصوفیہ کے ساتھ وہ شروع سے وابستہ ہیں۔ سلطان الشعراء حضرت مولنا ضیاء القادری بدایونی رح نے مجھ کو ان سے متعارف کرایا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ ان کو شاعر انوار الصوفیہ لکھا کرو۔ آپ سے حج کے موقعہ پر ۱۹۶۹ء میں بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی۔ حضرت مولنا صابر کو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ہے، اسکے تاثرات ان کے کلام سے ظاہر ہیں۔ آپ کو شعر و سخن پر بڑی دستگاہ ہے۔ زیر نظر کتاب جام طہور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتوں کا آئینہ ہے۔ ہر نعت میں عشق و محبت سوز و گداز عجز و نیاز بہ بارگاہ محبوب خدا کے نمونے دیکھے جاتے ہیں۔ معنوی خوبیوں کے علاوہ، ظاہری اعتبار سے بھی یہ کتاب دلکش اور دیدہ زیب ہے۔ ٹائیٹل بہت خوشنما ہے۔ کاغذ عمدہ، سفید اور لکھائی چھپائی آفسٹ پر ہوئی ہے۔ ایسی کتابوں کا خریدنا اور پڑھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ بالخصوص اہل سنت و جماعت کو چاہیئے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتوں سے آگاہ ہونے کے لئے اپنی جماعت کے شعراء کی حوصلہ افزائی کریں۔

قیمت ۵ روپے

مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کریں۔

متحدہ قومیت اسلام

مؤلف: مولنا رازی مدیر طلوع اسلام دہلی

ناشر: دفتر اشاعت سیرت مصری شاہ۔ لاہور

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ قیمت ایک روپیہ

زیر نظر کتاب کا موضوع مسئلہ قومیت ہے کہ

بقیہ صفحہ ۳۰ پر

تحریر: قاضی عبدالنبی کوکب مرحوم

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

شمالی فارس میں بحیرہ خزر (کیسپین) کے جنوبی ساحل پر گیلان نام کا ایک زرخیز صوبہ واقع ہے، اس صوبہ کی ایک بستی کو ۴۷۰ھ میں جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مولد بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست حسنی سادات میں سے تھے۔ والدہ نہایت متقیہ اور طاہرہ خاتون تھیں، ان کا تعلق حسینی خاندان سے تھا۔

یہ خاندان پارسائی اور ہدایت کی رو سے معروف چلا آتا تھا۔ شیخ کے نانا عبداللہ صومعی مشہور ولی تھے سمرقند کے جنگلوں میں ایک قافلہ نے آپ کی برکات سے قزاقوں سے نجات پائی۔ سیدہ عائشہ جیلان کی بڑی پارسا خاتون تھیں وہ حضرت شیخ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی خدمت میں لوگ بارش کی دعا کے لئے حاضر ہوئے۔ سیدہ عائشہ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کی۔ یارب انی کنست فرش انت (پروردگارا جھاڑو میں نے دے دی بارش تو برسا دے) چنانچہ جب لوگ گھروں کو لوٹے، تو ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔

ان پاک صلبوں اور پاک شکموں کے اثرات خیر کا کرشمہ تھا کہ شیر خوارگی میں ہی آپ کو غیر معمولی شعور حاصل تھا۔ رمضان میں دودھ نہ پینے کی روایت اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

فطرتاً آپ کو کھیل کود سے لگاؤ نہ تھا۔ نہایت چھوٹی عمر میں علم کی طرف راغب ہو چکے تھے۔ ایک مرتبہ گلی میں لڑکوں نے روک لیا کہ "آؤ ہمارے ساتھ مل کر کھیلو" آپ نے فرمایا بہت اچھا! میں کہتا ہوں "لاالٰہ" تم کہنا "الا اللہ" چنانچہ گلی میں کلمہ کا ذکر بلند ہوا اور بستی والے معصوم بچوں کے اس نرالے کھیل پر حیران رہ گئے۔

جناب شیخ کے بچپن اور ابتدائی طالب علمی کے حالات بالتفصیل نہیں ملتے۔ ایک سیرت نگار لکھتا ہے "معلوم ہوتا ہے کہ والد آپ کی ابتدائے عمر میں ہی فوت ہو چکے تھے اس لئے کہ تربیت کے سلسلہ میں ان کا ذکر نہیں آتا"، تاہم دس سال کی عمر تک گھر کی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر بستی کے مکتب میں داخل ہو چکے تھے۔

اٹھارہ برس کے ہوئے تو دل میں علوم عالیہ کے لئے ولولے اٹھنے لگے۔ جن کے لئے بغداد جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ والدہ سے اجازت طلب کی۔ وہ بڑی فاضلہ اور صاحب بصیرت خاتون تھیں، ابتدائی تعلیم انہی کی کوششوں اور نگرانی میں مکمل ہوئی تھی۔ دل میں بچہ کے دینی شوق پر بہت مسرور ہوئیں۔ مگر شفقت مادری سے آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ فرمایا، "بیٹا شوق سے جاؤ یہ دینار تمہارے والد نے زادراہ کے لئے چھوڑے ہیں یہ زادراہ کے لئے لے لو۔ علم میں ہمہ تن مشغول ہو جانا اور

مجھے یاد نہ کرنا کیونکہ اس دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہو سکے گی۔"

یہ الفاظ سن کر سعید و نجیب بیٹا باچشم نم سفر کی تیاری کے لئے اٹھا۔ آخر میں اس پاک ماں نے وصیت کی کہ،

"ہر معاملہ کی بنار راستی پر رکھنا"

جناب شیخ اس آخری فقرہ کو عمر کی کسی منزل میں نہ بھولے۔ جب وادی ہمدان میں ڈاکوؤں نے آپ کو نرغہ میں لے رکھا تھا تو اس وقت بھی نہ بھولے۔

جناب شیخ ۴۸۸ھ کے سفر میں بغداد روانہ ہوئے۔ یہ شہر عباسیوں کا دارالسلطنت ہونے کی وجہ سے علوم کا بہت بڑا مرکز تھا۔

یہاں کی شہرۂ آفاق اسلامی درسگاہ "نظامیہ" دنیا بھر کے طلبار کا مرجع تھی۔ شیخ بھی اسی دارالعلوم میں داخل ہوئے۔ حضرت شیخ کی طالب علمی کا زمانہ مشکلات و موانع سے بھرپور نظر آتا ہے۔ انہی ایام میں بغداد شہر میں ایک بڑا خوفناک قحط پھیل گیا۔ غالباً سعدی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی کا ذکر کرتے ہیں، اور خود جناب شیخ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ طلبار اور فقرار کو ان ایام میں سخت وقت درپیش تھی۔ شیخ کہتے ہیں۔

"ایک دن مسلسل بھوک سے تنگ آ کر
ایوان کسریٰ کی طرف (جو اس وقت ویرانہ
تھا) نکل گیا کہ شاید کوئی کھانے کی چیز میسر
آئے، مگر ستر (۷۰) درویشوں کو اسی حالت
میں دیکھ کر چپ چاپ واپس چلا آیا۔"

ایک دفعہ بھوک سے بیتاب ہو کر ایک مسجد میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص روٹی سالن لئے بیٹھا تھا اُس نے شیخ کی حالت محسوس کر لی، اور کھانے کے لئے بلایا۔ باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ وہ شخص بھی جیلانی تھا، شیخ کی والدہ نے شیخ کے لئے ایک رقم اس کے ہاتھ بھیجی تھی۔ مگر یہاں آکر وہ انہی پیسوں کو خرچ کرنے پر مجبور ہو گیا تھا اور یہ کھانا بھی اسی میں سے تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ فرطِ جوع سے دریا کے کنارے پر گئے، تاکہ درختوں کے پتے کھا کر پیٹ بھریں، مگر وہاں ہر جگہ ہر درخت کے گرد درویشوں اور طالب علموں کے ہجوم لگے تھے۔ چنانچہ واپس مسجد میں آکر لیٹ رہے۔ ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس خوفناک قحط کے یہ ایام کسقدر حوصلہ شکن تھے۔ مگر شیخ کے علمی اشتیاقات میں کوئی فرق نہ پڑا، بلکہ مادّی عوارض، روحانی اشواق کے لئے مہمیز ثابت ہوئے ؎

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر

یوں معلوم ہوتا ہے کہ نظامیہ کے علاوہ کسی دیگر پرائیویٹ میں بھی جاتے تھے۔ قلائد الجواہر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ طلبار فقہ کے اصرار پر ان کے ساتھ چندہ لانے والے گروہ میں شامل ہو کر یعقوبا گاؤں کی طرف گئے۔ یہاں شریف یعقوبی ایک خدارسیدہ بزرگ تھے۔ شیخ ان کی ملاقات کو گئے۔ انہوں نے کہا "بیٹا! مریدانِ حق مانگا نہیں کرتے"! چنانچہ آپ فوراً واپس چلے آئے۔ اور پھر دوبارہ کبھی چندے کے لئے نہ گئے۔

مدرسہ کے اوقات کے علاوہ اسباق یاد کرنے کے لئے آپ کی دو نشست گاہوں کا ذکر ملتا ہے۔ یعنی کبھی تو آپ شہر سے باہر تشریف لے جاتے۔ جہاں ایک مسجد میں بیٹھ کر کام میں معروف رہتے۔

خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ کے بیان کے مطابق جناب شیخ کا زمانۂ تحصیل صرف سات برس ہے۔ مگر یہ صرف نظامیہ بغداد میں تعلیم پانے کا زمانہ ہے۔ اس سے پیشتر جیلان میں اگر تعلیم کی ابتداء کم سے کم دس برس کی عمر مان لی جائے تو بھی کل زمانہ تعلیم ۱۵ سال بنتا ہے۔

سیوطی "بغیۃ الوعاۃ" میں لکھتے ہیں کہ بغداد میں شیخ نے دینیات کے علوم عالیہ حاصل کئے۔ سب سے پہلے قرآن کی طرف متوجہ ہوئے، تجوید و قرأت کے علوم کی تکمیل کی، پھر تفسیر پڑھی۔ علیٰ ہذا القیاس فقہ و اصول فقہ، حدیث و اصول حدیث نیز ادبیات عربیہ کے علوم کی تمام شاخوں میں عبور حاصل کیا اور اپنے اقران سے بہت فائق ہو گئے۔ اس طرح ۴۹۵ھ میں ۲۵ برس کی عمر میں آپ علوم ظاہر کی تکمیل سے فارغ ہو گئے۔

باطن کی طرف رجوع

علم کے بعد تزکیۂ نفس کی از حد ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ علمی کمالات راہ حق کے حجابات بھی بن جایا کرتے ہیں۔ شیخ نے اس سلسلہ میں شروع سے ہی طبعی اور فطری مناسبت پائی تھی۔ تاہم بغداد کی زندگی نے اس ذوق کو مزید ابھارا اور بالآخر منزل سے ہمکنار کیا۔

"قلائد الجواہر" کا بیان ہے کہ علوم ظاہر کی تکمیل کے بعد شیخ نے خلوت گزینی کا ارادہ کر لیا۔ اس عہد کا بغداد ایک بین الاقوامی شہر تھا، جہاں مختلف اقوام اور مذاہب کے لوگ آباد تھے۔ خلافت کے سیاسی اضمحلال کے باعث دیگر مذاہب اسلام کے خلاف فتنہ آرائیوں میں سرگرم رہتے۔ دوسری طرف عوام پر دنیادارانہ زندگی کا رجحان زیادہ غالب تھا۔ ظاہر ہے کہ اس ماحول میں ایک ایسے نیک دل جوان کا جی نہیں لگ سکتا تھا، جس کی تربیت خدا والوں کی آغوش میں ہوئی تھی، اور اب وہ اسلامی تعلیمات سے بھی آگاہ ہو چکا تھا۔ چنانچہ ایک دن قرآن حکیم شانہ سے باندھ کر بغداد سے باہر ویرانوں کا رُخ کر لیا، مگر راستہ میں اچانک ایک دھکا سا لگا، ساتھ ہی آواز آئی، "واپس لوٹ جاؤ تم سے مخلوق کو فائدہ ہوگا۔" یہ غیبی ندا سن کر شیخ واپس تو آگئے مگر دل میں اضطراب کا ہجوم تھا، دُعا کی،

"اے کاش کسی مرد خدا سے ملاقات ہو جائے۔"

دوسرے دن شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے از خود بتایا کہ تم نے کل خدا سے ایک دُعا مانگی تھی۔ گویا اشارہ تھا کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس دن سے آپ نے شیخ حماد کی صحبت اختیار کی، شیخ موصوف بعض اوقات بے اعتنائی ظاہر کرتے، مگر یہ مرید کے اشتیاقات کی آزمائش ہوتی تھی۔ شیخ حماد کی صحبت میں آپ نے ایک طویل عرصہ تک اکتساب فیض کیا۔

قاضی ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے جید عالم اور معروف ولی تھے۔ شیخ نے ان سے ظاہر و باطن ہر دو طریق میں استفادہ کیا اور خرقہ طریقت بھی ان کے دست مبارک سے پہنا۔

مجاہدات کا دور

۲۵ برس کی عمر سے خلوت اور ریاضت کا دور شروع ہوا۔ جو پچاس برس کی عمر یعنی پورے ۲۵ سال تک جاری رہا۔ مشائخ و عارفین سے تعلقات اور ان

سے حصول فیض کا زمانہ بھی اسی میں شامل ہے۔ کیونکہ سوانح نگاروں نے مشائخ کا عہد الگ کر کے بیان نہیں کیا۔ خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے مشہور قصیدہ میں ریاضات کا زمانہ ۲۵ سال ہی بتایا ہے اور بہجۃ الاسرار صہ ۸۵ پر خود آپ کا قول بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

"میں ۲۵ سال عراق کے صحراؤں میں رہا۔ اس کیفیت سے کہ نہ میں کسی کو جانتا تھا اور نہ مجھے کوئی جانتا تھا۔" ؎

خوش زمزمۂ گوشۂ تنہائی خویشم
از جوش وخروش گل و بلبل خبرم نیست

اسرار و عجائب

اس زمانہ میں وہ ایام بھی شامل ہیں جو برج عجمی اور محلات کسریٰ کے کھنڈروں میں گذرے۔ خلوت کے ان دنوں میں لاتعداد اسرار و عجائب آپ کے مشاہدہ میں آتے رہے، جناب خضر سے ملاقات ہوئی، جنات متشکل ہو کر سامنے آئے۔ ابلیس کا واقعہ مشہورہ بھی اسی دور سے متعلق ہے۔ ان واقعات کی تفصیل مطولات میں موجود ہے۔

جناب شیخ کا ایک خاصہ ہر دور میں یہ رہا ہے کہ جس شعبہ سے انہوں نے تعلق قائم کیا اُسے تکمیل کے نقطۂ آخر تک پہنچا کر چھوڑا، وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ چنانچہ ریاضات اور تجرد کے دور میں بھی شیخ ایسی ایسی دشوار گزار راہوں سے ہو کر گذرے کہ جن کا بیان تک مشکل ہے۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے:

"ریاضات، مجاہدات اور نفس کشی کا کوئی طریق ایسا نہ تھا جسے میں نے باقی چھوڑ دیا ہو، میں گونگا اور مجنوں مشہور ہونے لگا تھا۔" ؎

مری دیوانگی عقل و خرد سے لاکھ اچھی ہے
کہ دنیا کی زباں مجھ کو ترا دیوانہ کہتی ہے

سالہا سال تک راتیں جاگتے رہے، اور ایک ایک نشست میں قرآن ختم کر دیتے۔ اس دور کے آخری ایام آپ نے برج عجمی میں گزارے، اور بالآخر یہیں یہ کٹھن سفر انتہا پذیر ہوا۔

خرقہ پہنایا گیا

ابو العباس احمد بغدادی لکھتے ہیں، "ایک مرتبہ جناب شیخ بغیر آب و خور چالیس روز تک برج عجمی (جو بغداد سے باہر ہے) میں بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ نفس "الجوع، الجوع" پکارنے لگا۔ اس دوران میں قاضی ابو سعید تشریف لائے اور اپنے مکان پر آنے کا کہکر چلے گئے۔ شیخ جب ان کے مکان پر گئے تو قاضی صاحب موصوف نے پہلے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، اور پھر خرقۂ مبارکہ طریق معہود کے مطابق پہنا دیا۔ اس وقت شیخ کی عمر ۵۰ برس کی تھی۔

خرقۂ طریقت کا سلسلہ مبارک حسب ذیل ہے

۱۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ
۲۔ قاضی ابو سعید مبارک بن علی مخزومی
۳۔ شیخ ابو الحسن علی بن محمد قرشی
۴۔ شیخ ابو الفرج طرطوسی
۵۔ شیخ ابو الفضل عبدالواحد تمیمی

۶۔ شیخ ابو بکر شبلی
۷۔ شیخ ابو القاسم جنید بغدادی
۸۔ شیخ سری سقطی
۹۔ شیخ معروف کرخی
۱۰۔ شیخ داؤد طائی
۱۱۔ حضرت حبیب عجمی
۱۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری
۱۳۔ امیر المومنین امام الصالحین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم۔

(قلائد الجواہر ص ۱)

تبلیغ و تدریس

خرقہ طریقت پہننے کی رسم مبارک سے فارغ ہو کر حضرت شیخ جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے تبلیغ کی مسند پر قدم رکھا اور شوال ۵۲۱ھ میں پہلا وعظ فرمانے کے لئے مشرقی بغداد کے محلہ حلبہ برانیہ میں ایک اجتماع کے سامنے کرسی پر بیٹھے۔ وعظ سے پیشتر جناب سرور کائنات علیہ الصلوات والتحیات اور شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ شیخ عرض گزار ہوئے "حضور! بغداد میں عرب کے فصحاء موجود ہیں وعظ کیسے کہوں گا"؟ اس پر شہنشاہِ اقلیم رسالت نے فرمایا، "بیٹا منہ کھولو" اور سات بار لعاب دہن عطا فرمایا۔ پھر شاہ حریم ولایت نے بھی چھ بار لعاب ڈالا۔

آب حیات جاوداں کے ان مقدس سرچشموں سے فیضیاب ہو کر جناب شیخ نے وعظ فرمایا تو یوں معلوم ہوتا تھا، جیسے بستی کے در و دیوار تک ذکر و انابت کی کیفیتوں میں گم تھے۔ وعظ کی مقبولیت کا یہ عالم ہوا کہ کثرتِ سامعین کے پیشِ نظر شہر سے باہر عید گاہ میں اجتماعات منعقد ہونے لگے۔ حاضرین کی تعداد ساٹھ ستر ہزار تک ہو جاتی۔ عوام کے علاوہ عراق کے علماء و صوفیا تک شریک ہوتے۔

مجلس وعظ کے لئے ایک قاری کا تعین کر دیا گیا تھا۔ جن کا نام شریف ابو الفتح ہاشمی تھا۔ وعظ سے پہلے وہ قرآن حکیم کے اس مقام کی تلاوت کرتے جس پر آپ کو کچھ فرمانا ہوتا تھا۔ جب گفتگو شروع کر دیتے تو محفل پر پُر رعب سکوت طاری ہوتا۔ صدہا اہل علم اپنی کاپیوں پر جواہر پارے نوٹ کرتے جاتے۔ اور لاتعداد عوام و خواص جذب و تاثیر سے بے خود ہو ہو جاتے۔

ہفتہ میں صرف تین دن وعظ کے لئے مقرر تھے اتوار کی صبح کو خانقاہ میں وعظ فرماتے، پھر منگل کی شام اور جمعہ کی صبح کو مدرسہ میں اجتماع ہوتا تھا۔ آپ کی یہ تبلیغی خدمت ۵۲۱ھ سے شروع ہو کر ۵۶۱ھ یعنی پورے چالیس برس تک جاری رہی۔

وعظ کے زمانہ کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ کی تدریس کا دور بھی شامل ہے۔ قاضی ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ مدت سے ایک دینی دار العلوم قائم کئے ہوئے تھے۔ جو بغداد میں "باب الازج" کے پاس واقع تھا۔ قاضی صاحب موصوف شیخ کے استاد اور مرشد بھی تھے۔ اپنے اس فاضل تلمیذ کی علمی و روحانی صلاحیتیں دیکھ کر اپنا مدرسہ ان ہی کے سپرد کر دیا۔ جونہی مدرسہ شیخ کی طرف منسوب ہوا، تو طلباء کے بے پناہ ہجوم سے آس پاس کے راستے بند ہونے لگے۔

محفل میں پیر مغاں نے جب رخسار سے گیسو سرکائے
پھر پروانے پر پروانہ، کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

چنانچہ دارالعلوم کی توسیع کے لئے ایک عمارت کی بنیاد رکھی گئی جو ۵۲۸ھ میں مکمل ہوئی۔ اس سن سے جناب شیخ نے باضابطہ تعلیم و تدریس کا کام شروع کیا۔ آپ کے مدرسہ میں ۱۳ علوم کے اسباق ہوتے تھے۔ بغداد اور عراق کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک کے طلباء بھی داخل تھے۔

گو آپ نے تعلیم کا آغاز ۵۲۸ھ سے پہلے ہی کر دیا تھا۔ تاہم اگر اس دور کی ابتدا اسی سن سے مان لی جائے تو بھی ۵۶۱ھ تک ۳۲، ۳۳ سال کا عرصہ بنتا ہے۔

وفات

شیخ ابوالقاسم احمد بغدادی کا بیان ہے کہ ۵۶۰ھ کے رمضان میں حضرت شیخ بیمار ہو گئے۔ رمضان کی ۲۹ تاریخ تھی۔ میں، شیخ عبدالقادر سہروردی اور دیگر مشائخ حاضر تھے کہ اچانک اشارہ سا ہوا، جیسے کوئی کہہ رہا تھا "اے اللہ کے ولی میں آپ سے جدا ہو رہا ہوں، اور یہ میری آخری ملاقات ہے"۔ دراصل یہ آواز رمضان المبارک کی طرف سے تھی۔ چنانچہ دوسرے سال کا رمضان آپ نے نہ دیکھا یعنی ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے اور دنیائے اسلام اپنے ایک بہت بڑے ہیرو کے لئے سوگوار رہ گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک روایت کے مطابق تاریخ وفات ۱۱ ربیع الثانی ہے۔ اس مصرعہ میں ولادت اور وفات دونوں تاریخوں کی طرف اشارہ موجود ہے۔

؎ جارئی مشق و مات فی کمال

کلمۂ عشق کے عدد چار سو ستر ہیں یہ تاریخ ولادت ہے۔ لفظ کمال کے اکانوے ہیں اور یہ عمر شریف ہے۔

مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن بازار پاپڑ منڈی شاہ عالم گیٹ لاہور کے زیر اہتمام مارچ ۷۸ء کے آخری ہفتہ میں یوم امیر ملت منانے کی تیاری کی جا رہی ہے جس کا تفصیلی، پروگرام آئندہ شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔ جس کیلئے مولانا قاضی مظفر اقبال رضوی کو علماء کرام سے رابطہ قائم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے

غلام رسول گوہر
مدیر مسئول

پیر منور حسین شاہ صاحب کا دورۂ انگلینڈ

حضرت مولانا الحاج پیر سید منور حسین شاہ صاحب نے جو حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کے پڑ پوتے ہیں۔ یاران طریقت کے پیہم اصرار پر انگلینڈ کا تبلیغی دورہ کیا۔ حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری جو روحانیت کا ایک آفتاب تھے۔ آپ کے فیض اور رشد و ہدایت کی شعاعیں اور کرنیں دنیا کے اکناف واطراف کو منور کر رہی ہیں۔ زمین کے ہر خطہ میں عموماً حضرت قبلہ عالم سے وابستہ عقیدتمند لوگ موجود ہیں۔ مملکت برطانیہ میں بھی آپ کے ہزاروں مریدین موجود ہیں۔ ان کی خواہش تھی کہ ہمارے پاس ہمارے پیر کے خاندان یا آپ کی اولاد سے کوئی تشریف لائے اور ہم اس کی زیارت کریں اور کسب فیوضات کریں۔ مگر کسی کو بھی ان کے پاس جانے کی فرصت نہ ملی اور نہ ہی اس کو کسی نے درخور اعتنا جانا۔ اور اتنے دور دراز کے سفر کو محض تکلفات بعیدہ میں شمار کیا۔ حضرت پیر سید منور حسین نے، جو دوست بیرون ملک بہت دور رہتے ہیں، ان کی بے تابی کو محسوس کیا اور آپ ان کی دعوت پر رخت سفر باندھ کر وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں چار ماہ قیام فرمایا۔ اور آخر میں عمرہ کر کے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مطہرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر حال ہی میں تشریف لائے ہیں۔ اس سلسلہ میں انجمن جماعتیہ حیات القرآن بانارہ پاپڑ منڈی لاہور نے آپ کو ہوٹل الفیصل لکشمی چوک لاہور میں دعوت استقبالیہ دی۔ اس لئے کہ آپ اپنے دورہ کے تاثرات کو بیان فرمائیں۔ پریس کانفرنس جس میں راقم الحروف گوہر کے علاوہ جناب عابد نظامی صاحب ایڈیٹر ضیائے حرم اور جناب ناسخ سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ سعادت لاہور اور روزنامہ وفاق اور نوائے وقت اور امروز کے رپورٹر بھی مدعو تھے اور جناب حکیم مبارک احمد صاحب اور جناب صوفی مشتاق احمد صاحب اور جناب محمد صادق صاحب مزنگ لاہور اور ان کے علاوہ قاری غلام محمد صاحب اور جناب قاری حافظ نثار احمد صاحب صدر مدرس اور بھی بہت سے حضرات نے شرکت کی۔

حضرت پیر سید منور حسین شاہ صاحب نے جو تاثرات بیان فرمائے۔ ان میں یہ بات بہت دلچسپ ہے کہ پیر صاحب کا استقبال کرنے کے لئے ایرپورٹ پر سینکڑوں عقیدتمند جمع تھے۔ آپ اپنے کاغذات پاسپورٹ اور ویزا دکھانے کے لئے متعلقہ دفتر میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ویزا میں کچھ غلطی تھی جس پر اعتراض ہوا۔ جب آپ کا پاسپورٹ اور ایک ڈائری وہاں کے ایک بڑے افسر کے پاس پہنچی تو اس نے ڈائری میں کسی اخبار کی کٹنگ کو دیکھا۔ جس پر

امیرملت پیر سید جماعت علی شاہ موٹے الفاظ میں لکھا ہوا تھا۔ وہ انگریز افسر عمر رسیدہ تھا اور اردو جانتا تھا، باہر آیا اخبار کی کٹنگ اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے پیر صاحب کو جو ایک دوسرے کمرے میں محکمہ کے ملازموں میں گھرے ہوئے تھے، اخبار کی کٹنگ کو سامنے کر کے پوچھا، یہ شخص آپ کا کیا لگتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ میرے دادا صاحب ہیں۔ انگریز افسر نے کہا، میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ یہ بہت بڑے پیر ہیں۔ کیا آپ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں؟ انہوں نے کہا وفات پا گئے ہیں۔ وہ انگریز آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، اور حضرت قبلہ عالم کے نام کی برکت سے اس نے خود اپنے قلم سے ویزا صحیح کیا۔ اور دوسرے دروازہ سے جس سے اہم شخصیتوں کو باہر نکالا جاتا ہے باہر نکالا اور معتقدین جو آپ کو لینے کے لئے آئے تھے دوسری طرف کھڑے آپ کا انتظار کرتے رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پیر صاحب کو غیر معمولی تاخیر ہو گئی ہے آپ باہر نہیں آئے تو وہ بہت پریشان ہوئے اور آپ کی تلاش میں لگ گئے۔ آخر آپ ان کے پاس پہنچ گئے اور صورتِ حال سے ان کو آگاہ کیا۔ باقی تاثرات کو روزنامہ سعادت مورخہ ۲۴ فروری بروز جمعہ میں یوں تحریر کیا گیا ہے۔

لاہور، ۲۳ فروری۔ انگلستان میں اسلام کی تحریک روز بروز بڑھ رہی ہے اور عیسائی مشنریز کی کوششوں کے باوجود انگریز اسلامی اجتماعات میں شامل ہوتے ہیں۔ مشائخ عظام اور علمائے کرام سے مختلف امور پر تبادلہ خیال کرتے ہیں اس طرح انگریزوں کی کافی تعداد حلقہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے۔ پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ملائشیا کے علماء اور مشائخ کے دوروں سے اسلام کی روشنی سے انگلستان کے بیشتر حلقے مستفیض ہو رہے ہیں۔ مساجد میں خاص طور پر جمعہ کے روز زبردست حاضری ہوتی ہے۔ یہ تاثرات آج نجم الملت پیر سید منور حسین شاہ جماعتی نے ایک استقبالیہ میں بیان کئے یہ استقبالیہ آپ کے اعزاز میں ایک مقامی ہوٹل میں سہ پہر کو مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن کی طرف سے دیا گیا۔ پیر منور حسین حضرت محدث علی پوری کے خاندان کے جواں سال چشم و چراغ ہیں۔ دین اسلام پر آپ کو کافی عبور حاصل ہے۔ آپ کو جو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس میں حضرت محدث علی پوری کی خدمات کو خاص طور پر سراہا گیا کہ آپ نے تحریک پاکستان میں نمایاں خدمات سرانجام دیں پیر منور حسین کی دینی اور تبلیغی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ پیر صاحب نے برسنگم، لندن ڈربی، بریڈ فورڈ مانچسٹر اور برطانیہ کے دیگر قصبوں اور شہروں میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ برسنگم میں انجمن جماعتیہ قائم کی، آٹھ ہزار پونڈ کی لاگت سے آستانہ کے لئے جگہ خریدی، سیکڑوں عیسائیوں اور انگریزوں نے آپ کی سعی سے اسلام قبول کیا اور جماعتیہ سلسلہ میں آپ نے ان سے بیعت لی۔ ۲۲ جنوری کو آپ لندن سے عمرہ کے لئے مکہ معظمہ پہنچے۔ عمرہ کے بعد آپ نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضری دی۔ سپاسنامہ میں بتایا گیا ہے کہ مدرسہ جماعتیہ حیات القرآن روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اگلے سال درس نظامی بھی شروع کیا جا رہا ہے۔ ارباب طریقت سے تعاون کی اپیل کی گئی۔ آخر میں پیر صاحب نے پاکستان کے استحکام اور اسلام کے احیاء کے لئے دعا کی۔

قوم مذہب سے ہوتی ہے یا وطن سے۔ پاکستان کے معرضِ ظہور میں آنے سے قبل یہ مسئلہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور حکیم الامت ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مابین متنازعہ فیہ تھا۔ مولوی حسین احمد کا نظریہ یہ تھا کہ قوم کا خمیر وطن سے نہیں مذہب سے تیار ہوتا ہے۔ انھوں نے بھی عقلی و نقلی دلائل پیش کئے تھے۔ اسوقت کے اخبارات نے بھی اس بحث کو خوب شائع کیا تھا۔ حضرت مولنا رازی نے اس کتابچہ میں مولوی حسین احمد مدنی کے دلائل کا تجزیہ کر کے ان کو باطل کیا ہے۔ اس کا مطالعہ قارئین کیلئے باعث دلچسپی ہوگا۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔

معراجِ مصطفےٰ در لامکان کبریا

مؤلف: حضرت مولانا ظاہر شاہ صاحب قادری محمودی حنفی

سائز: ۲۰×۳۰/۱۶

ٹائیٹل: دو رنگا خوبصورت - قیمت ۲/۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ محمودیہ مدین سوات

زیرِ نظر کتاب معراج کے موضوع پر بڑی مدلل کتاب ہے۔ حضرت مصنف نے اس کتاب میں معراج کے متعلق تمام مسائل پر کتاب و سنت اور اقوالِ مفسرین کی روشنی میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور جو باتیں مخالفین سے روایت ہیں ان کی پرزور تردید کی ہے۔ ضمناً کئی متنازعہ فیہ مسائل کا بھی ذکر آگیا ہے۔ اور روشن دلائل سے انکارِ حق کا اثبات کیا گیا ہے۔ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب تعالےٰ کو بچشم سر دیکھنا، معتبر و مستند کتب کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور مخالف اقوال کی نہایت خوبصورت تاویل کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ہونا اور آپ کا بے سایہ ہونا اور حیات الانبیاء پر بھی خوب اچھی طرح بحث کی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ قارئین کیلئے ایمان کی تازگی کا سبب ہوگا۔

صلوٰۃ النبی

مصنف: ابو طاہر میاں محمد شریف خالد رضوی نقشبندی

اس کتاب میں درود شریف کے فضائل میں احادیث جمع کر کے ان کا سلیس ترجمہ کیا ہے۔ اور درود شریف پڑھنے سے جو روحانی اور معنوی فوائد کثیرہ حاصل ہوتے ہیں ان پر بڑے دلکش انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل پتہ سے مفت طلب کریں۔

مولنا الحاج ابو طاہر محمد شریف صاحب
خالد رضوی خطیب جامع مسجد جائری کہنہ
ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع شیخوپورہ

اسلام اور کمیونزم

مصنف: صوفی محمد عبد الغنی اصغر

ناشر: انجمن تبلیغی مرکز مسلم بازار سرگودھا

اس کتاب میں حضرت مصنف نے اسلام اور کمیونزم کا تقابل اور تضاد دکھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا دین کامل اور مکمل ہے جو اپنے ماننے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں فلاح و بہبود کا کفیل اور ضامن ہے اور اسلام پر ہی عمل کرنے سے ہماری جملہ مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ اور ہم اقوام عالم پر غالب آسکتے ہیں۔ کے مقابلہ میں جو مذاہب

کتاب نہایت نفیس اور معلوماتی ہے قیمت درج نہیں

رجسٹرڈ ایل ۷۴۷۸

اخبار

اعلیحضرت قبلہ عالم شمس الملت مولانا پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم یاران طریقت کے بیہم اصرار سے کراچی تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت علامہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و پیر سید نذر حسین شاہ صاحب چک ۷۹ خورد فیصل آباد تشریف فرما ہیں۔ پیر سید سردار علی شاہ صاحب کا ختم جہلم شریف نو فروری کو علی پور شریف جامع مسجد نور میں ہوا۔

حضرت پیر سید صاحبزادہ منور حسین شاہ صاحب بیرونی ممالک کا دورہ کرکے واپس تشریف لائے ہیں۔ ۲۳ فروری بروز جمعرات الفیصل ہوٹل میں ۳ بجے شام زیر اہتمام انجمن جماعتیہ بازار پاپڑ منڈی پریس کانفرنس ہوئی۔ جس میں شہر کے معزز علماء کرام اور اخباری نمائندوں نے شرکت کی۔ حضرت پیر صاحب نے بیرونی ممالک کے تاثرات بڑی روانی سے بیان فرمائے۔

انجمن کی طرف سے ایک سپاس نامہ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا جسکو مولانا گوہر صاحب قصوری نے پڑھ کر سنایا

سیکرٹری انجمن جماعتیہ حیات القرآن
پاپڑ منڈی۔ لاہور

PAK 446210

QADEER AHMAD KHAN

S.A.C.

C/O P.A.F C/CREEK

KARACHI